1

الحکم الرفاعیہ

شیخ احمد رفاعی

یہ رسالہ سید احمد کبیر رفاعی کی تصنیف ہے ، جو عربی میں لکھا گیا ، اس کا فارسی ترجمہ قسطنطنیہ میں چھپا تھا ۔ جس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالحلیم شرر نے کیا تھا ، موجودہ متن ۱۹۱۶ع میں دلگداز پریس لکھنؤ سے شائع ہوا تھا ۔

اقبال رموز بے خودی میں سید احمد کبیر کے متعلق فرماتے ہیں :

شیخ احمد سید گردوں جناب   کاسب نور از ضمیرش آفتاب
گل کہ می پوشد مزار پاک او   لا الہ گویاں دمد از خاک او
با مریدے گفت اے جان پدر   از خیالات عجم باید حذر
زاں کہ فکرش گرچہ از گردوں گزشت   از حد دین نبی بیروں گزشت

یہ خیالات اس رسالے میں شیخ نے عبدالسمیع ہاشمی کو مخاطب کرتے ہوئے یوں ظاہر کیے ہیں : ''خبردار اہل عجم کی زیادتیوں سے دھوکا نہ کھانا ، اس لیے کہ ان میں سے بعض حد سے گزر گئے ہیں ۔''

سید احمد کبیر رفاعی نسباً موسوی حسینی تھے ، یعنی امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے تھے ۔ ان کے اجداد میں ایک شخص سید حسن مکی معروف بہ سلطان مہدی تھے ، جن کا لقب ''رفاعہ'' تھا ۔ رفاعہ کے لغوی معنی ''آواز کا بلند ہونا'' ہے اور اسی بنا پر ان کو رفاعی کہا جانے لگا ۔ ان کے بزرگ مکہ معظمہ میں مقیم تھے ، سید احمد کبیر کے والد مکہ سے نکل کر عراق کے زیریں علاقے یعنی بطائم شط العرب کے ایک جزیرہ نما قریہ ''ام عبیدہ'' میں مقیم ہو گئے ؛ یہیں آپ کی پیدائش ۵۰۰ھ/۱۱۰۶–۱۱۰۷ع میں ہوئی اور ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸/ ۳ اکتوبر ۱۱۸۱ع میں آپ نے وفات پائی ، ان کا سلسلہ طریقت حضرت جنید سے ملتا ہے ۔[1] مجالس الاحمدیہ ، آثار النافعہ ، الحکم الساطعہ ، البرہان المؤید آپ کی چند دیگر تصانیف ہیں ، جن میں سے آخر الذکر کتاب کا اردو ترجمہ بھی بنیان المشید کے نام سے چھپ چکا ہے ۔

۱- یہ حالات حضرت شاہ غلام حسنین صاحب پھلواروی کے مضمون ''سلسلہ رفاعیہ پر ایک نظر'' مطبوعہ ''منادی'' (اگست ۱۹۵۸ع) سے لیے گئے ہیں ، جس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ وصلی اللہ وسلم علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ و السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین ۔ از جانب بندۂ فقیر ہیچمیرز احیمد (چھوٹا غالباً انکساراً حضرت قطب علامہ نے تصغیر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے) بنام شیخ محتشم ہاشمی خدا ہمارے اُن کے اور تمام مسلمانوں کے حال پر مہربان رہے ۔ آمین !

بھائی میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ سے ڈرتے رہو اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو ۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ اس نصیحت کو جو تمھارے حق میں اور اُن لوگوں کے حق میں جو تمھارے مثل ہوں ، بخوبی مفید ثابت ہوگی ۔ پورے شوق سے قبول کرو اور خبردار ! وہ شخص جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو ، اس سے بہرہ یاب نہ ہو ۔ اس لیے کہ اگر اس بارے میں تم نے بے احتیاطی کی تو تم اس نصیحت کے اوپر ظلم کرو گے ۔

اے عبدالسمیع ! فقیر اگر اپنے نفس کے ساتھ دوستی کرتا ہے تو نہایت ہی تھک جاتا ہے ، لیکن اگر اپنا کام خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو خدا بغیر عزیزوں اور دوستوں کی وساطت کے اُس کی دستگیری کرتا ہے ۔ عقل فائدوں کا خزانہ اور خوش نصیبی کی کیمیا ہے ، علم دنیا میں شرافت ہے اور آخرت میں عزت ۔ جو شخص اس مستعار زندگی میں اٹکا رہتا ہے ، اُسے سوا حجابوں کے اور کوئی نفع نہیں حاصل ہوتا ۔ ماں کا رونا کرائے کی رونے والیوں کا رونا نہیں ہے ، انسان جس قدر لوگوں کے آس پاس جوتیاں چٹخاتا ہے ، اُسی قدر رمز وحدت اور دینداری کو ہاتھ سے دیتا جاتا ہے ۔ دو چیزیں دین میں ترقی دلاتی ہیں ، ایک تنہائی میں ذکر کرنا اور دوسرے نعمت الٰہی کا حد سے زیادہ تذکرہ کرنا ۔ انسان کی حالت اُس کے دوستوں اور ہم صحبتوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتی ہے ۔ لوگ جو سختیاں برداشت کرتے اور کم و زیادہ کی فکر میں رہتے ہیں ، یہ سب حکومت اور شہوت کی بدولت ہے اور یہی دو چیزیں لوگوں کا مقصود ہیں ۔

جو حقیقت شریعت سے جدا ہو وہ زندقہ ہے ، معرفت خداوندی کی انتہا یہ ہے کہ بغیر چون و چرا کے اور بغیر کسی مقام و جگہ کے ساتھ خدا کی تخصیص کیے اُس کی ہستی کا یقین ہو جائے ، جن لوگوں کی نگاہ کے سامنے سے پردہ نہیں ہٹا ہے ، اُن کے نزدیک مرض موت کی شدت کا زمانہ معرفت الٰہی کی پہلی گھڑیاں

ہیں اور اسی لیے ہم سے کہا گیا ہے : ''موتوا قبل ان تموتوا'' (مرنے سے پہلے مر جاؤ) موت آتے ہی پردہ اٹھا دیتی ہے ۔ چناں چہ وارد ہوا ہے : ''الناس نیام فاذا ماتوا انتبھو ۔'' (لوگ سو رہے ہیں ۔ لہٰذا جب مرتے ہیں تب ہوشیار ہوتے ہیں) ۔ اللہ جل شانہ کو تمام صفات سے منزہ کرنے سے پہلے تمہاری ساری توحید شرک ہے ، توحید انسان کے دل میں ایک وجدانی چیز ہے جو اُسے نیز خدا کے معطل کرنے سے (یعنی اُس کے تمام صفات کے سلب کرنے سے) روکتی ہے اور نیز تشبیہ (یعنی اُس ذات ایزدی کو کسی کے مثل سمجھنے) سے روکتی ہے ، یہ آنا جانا سب خیال ہی خیال ہے ۔

اے محتاج شخص ! غرور کے گھوڑے سے اُتر کے پیادہ ہو ، بہت سی ایسی لغزشیں ہیں جو گڑھے میں پھینک دیتی ہیں ۔ بعض علم ایسے ہیں کہ اُن کا پھل جہالت ہے اور بعض جہالتیں ایسی ہیں جن کا پھل علم ہے ۔ تُو نے تو اپنے علم کو ذلت کا جامہ پہنا دیا ہے ۔ پھر علم کی عزت تجھے کیوں کر حاصل ہو ۔ یہ نہ سمجھ کہ مہندی کا رنگ تیرے بڑھاپے کو چھپا دے گا ، اس لیے کہ مہندی نے تیرے بالوں کا رنگ بدلا ہے ۔ تیرے بڑھاپے کو نہیں بدلا ہے ۔ آدمی کا ایک جگہ جم کر بیٹھنا قاف سے قاف تک پھرنے سے افضل ہے اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات و صفات میں گفتگو کرنے سے خاموشی زیادہ کمال رکھتی ہے جو شخص خدا کی مخلوق پر دست درازی کرتا ہے خدا کے نزدیک اُس کا ہاتھ چھوٹا ہوتا ہے اور جو خدا کے بندوں کے مقابل غرور کرتا ہے ، وہ اُس معبود برحق کی نظر سے گر جاتا ہے ، ہر حالت بدل جانے والی ہے اور ہر چھپی ہوئی چیز کا ایک ظاہری رخ ہے ۔ جس نے تحمل کی زرہ پہن لی ، وہ عجلت کے تیر سے بچ گیا ۔ کوئی زبردست آدمی زمین کے کسی سبب سے اونچے پہاڑ پر نیزہ گاڑ دے ، تو اگر آٹھ روز تک رات دن آندھی چلتی رہے تو بھی اُس کا بال بیکا نہیں ہو سکتا ۔ جھوٹا وہ ہے جس کی بنیاد بدعتوں پر ہے اور عقلمند وہ ہے جو بدعات سے پاک ہو ۔ انسان کامل خدا کے سوا ہر چیز کو ترک کر دیتا ہے ۔ مخلوقات میں جتنے ہیں ، وہ نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ ۔ بلکہ خدا کے بندوں کے سامنے حجاب بنے ہوئے ہیں ۔ اس حجاب کو جو اُٹھا دیتا ہے وہ اپنے خالق تک جا پہونچتا ہے ۔ خدا کے سوا کسی اور چیز پر بھروسہ کر لینا ہی خوف ہے اور خدا کا خوف دوسروں کی طرف سے بے خوف کر دیتا ہے ۔ ہر حالت کے نیچے ایک حالت ربوبیت موجود ہے ۔ اگر تُو اُسے پہچانتا ہوتا تو جانتا کہ تیرا ہاتھ پاؤں مارنا اور تیرا سکون دونوں اُسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور تجھ پر وہ مسلط ہے ۔ ''اعملوا فکل میسر لما خلق لہ'' (کام کیے جاؤ اس لیے کہ ہر شخص کو

جو معرفت کے لیے ہمیشہ متنبہ رہے، وہ سر ہے جس میں سلامت روی ہو۔ وہ دل ہے، جس میں رحم ہو اور وہ قدم ہے، جو حق کے راستے پر قائم ہو۔ حکمت کے لیے شرط ہے کہ خیرات کو تو اُن لوگوں تک پہونچا دے جو اُس کے مستحق ہیں اور سچائی کے لیے شرط ہے کہ غیر مستحقین پر بھی تُو ہاتھ نہ روکے اور ان دونوں کاموں کا پھل تُو خدا سے پائے گا۔ جو نعمتیں تجھ کو ملی ہیں اُن کی ناشکری نہ کر۔ اس لیے کہ یہ خدا کو ناگوار ہے، جس کے دل میں فریب ہو اُس کے لیے فلاحیت نہیں ہے۔ ظالم عزیز نہیں ہوتا۔ گنہگار کا کام پورا نہیں اور جو بندہ صرف خدا کی وکالت اور اسی کی مدد پر قناعت کرتا ہے، ذلیل نہیں ہوتا ہے۔ جس شخص کے دل میں شک ہے اُسے فلاح نہیں ہوتی۔ مکار کی آرزو نہیں پوری ہوتی، کنجوس کو فائدہ نہیں ہوتا، حاسد کو کسی کی مدد نہیں ملتی اور سگ دنیا مردار گوشت پر پورا قابو نہیں پاتا۔

وہ بندۂ مومن جو خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں رکھتا، اُس کا دل توڑنے کی کوشش میں مملکت کسریٰ بھی درہم و برہم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کو دیکھا کرتے ہیں، اُن کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ دین دار آدمی توبہ و استغفار کے ذریعہ سے حجاب کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا ہے اور بے دین کی آنکھوں پر پردے کے بعد پردے پڑتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جس کی خدا تعالیٰ نے نگہبانی کی۔ بے وقوفی کا کوئی علاج نہیں ہے اور حماقت کا مرض دور نہیں ہوتا۔ مغرور کے ساتھ کوئی ہم صحبت نہیں ہوتا اور دغا باز عہد و پیمان کا پاس و لحاظ نہیں کرتا، جو غافل ہے اُسے نور نہیں عطا ہوا ہے، جو شخص اپنے قول و اقرار کو پورا نہیں کرتا، اُس کے پاس ایمان ہی نہیں ہے۔

خداوند تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے کہ نیکوکار بندے شریروں کے ہاتھوں اور بدکاروں کی زبانوں سے اس دنیا میں سخت تکلیف اٹھائیں اور حقیر و مردار شخص بھی نیکی کرنے والے کے حق میں بدی اور بے ضرر آدمی کے ساتھ مکر و فریب کرے۔ خدا کی مدد صاحب خلوص اور منکسر المزاج بندوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ''و ما للظالمین من انصار'' (اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے) دشمن کی پہچان یہ ہے کہ تیری دولت کی طرف راغب ہو، مگر جب تیری دولت کو نقصان پہونچ جائے تو تجھے چھوڑ دے۔ تیری پیٹھ کے پیچھے تجھ پر زبان کی تلوار سے حملے کرے اور تیری ثنا و صفت کرنی اُسے ناگوار گزرے، تو اُسے خدا پر چھوڑ دے۔ اس لیے کہ وہ خود ہی اوندھے منہ گرے گا۔ اُس کی مثال آگ سی ہے کہ لکڑی کو کھلاتی ہے اور اُس کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔ وکفیٰ باللہ نصیرا۔ (اور مددگار چاہیے تو اللہ کافی ہے) اور دوست کی علامت یہ

زبردستی کی قوت سے لوگوں کو تابع کرتا ہے ، وہ اُس کا چاہے جو طرز عمل ہو، اُن کے دل میں اپنی دشمنی کی بنیاد قائم کرتا ہے اور جو شخص غریبی اور تواضع سے لوگوں کو اپنے بس میں کرتا ہے ، وہ اُن کے دل میں اپنی عزت کا نقش قائم کرتا ہے ۔ خدا کے ملک میں سب سے اچھا رفیق خوف خدا ہے اور سب سے اچھی شوکت اخلاص ہے ۔ جس شخص میں تھوڑی سی نخوت و انانیت بھی ہو وہ اہل کمال کے مرتبے کو ہرگز نہیں پہونچ سکتا ہے ۔ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنے والا اگر مرتبے سے گر جائے تو بھی شکرگزاری کے راستے سے نہیں ہٹتا جو شخص کامل ہے وہ اپنی خدمت سے باز نہیں آتا ۔ کسی چیز کا دعویٰ کرنا نفس انسانی میں نخوت کا باقی ماندہ حصہ ہے ۔ اگرچہ دل بار نہیں اُٹھا سکتا ، مگر احمق اس قسم کے دعوے سے باز نہیں آتا ۔ نعمت الٰہی کا ذکر کرنا اُس کی قربت کا بیان کرنا ہے اور اُس کے ذکر میں کوتاہی کرنا بندہ ہونے کے درجے سے تجاوز کرنا ہے جو عارف ہے اُس کی نظر نہ دنیا پر پڑتی ہے اور نہ آخرت پر ۔ سب سے بہتر کمال یہ ہے کہ غیروں کو چھوڑ دے ۔ تغیرات عالم سے بشارت حاصل کرے اور اپنے آپ کو اُس زندۂ ازلی کے دست قدرت میں دے کے اپنے کو ذلیل بنائے اور فنا کا جامہ پہن لے ۔ شیخ کے مکان کو حرم ، اُس کی قبر کو صنم اور اُس کے حالات کو آلات معرفت قرار دے کے دین کو برہم نہ کر ۔ انسان وہ ہے جس پر پیر کو فخر و ناز ہو ، نہ وہ جو پیر پر فخر کرے ۔ جس کسی کا کان ماسوای اللہ کی آواز سے بہرہ ہو گیا ہے وہ ''لمن الملک الیوم''[۱] کی صدا سنتا ہے ۔ ایسا شخص جھوٹ غرور ، انانیت ، طاقت ، جوش اور غضب کے گھوڑے سے اُترتا ہے اور عبدیت کے مقام میں ٹھہرتا ہے ۔ اُس کلام کے پاس ہرگز نہ جانا جسے بعض صوفی وحدت الٰہی کے بارے میں زبان سے نکالتے ہیں اور نعمت ہائے ربانی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا ۔ اس لیے کہ گناہوں کا پردہ کفران نعمت کے پردے سے پھر غنیمت ہے ۔ ''ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء''(اللہ اس چیز کو نہیں معاف کرتا کہ اُس کی درگاہ میں شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کسی کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے) کسی شخص کو اگر تو ہوا میں اُڑتے دیکھے تو بھی جب تک تُو اُس کے اقول و افعال کو شرع کی ترازو میں نہ تول لے ، اُس کا اعتبار نہ کر اور گروہ صوفیہ کے ہر قول و فعل سے خبردار ، انکار نہ کرنا ۔ اُن کے حالات کو تو اُنہیں پر چھوڑ دے ۔ اگر شرع شریف اُن کے معاملات میں مخالف نظر آئے تو تُو ایسی صورت میں پابند شرع رہ ۔

۱۔ ''لمن الملک الیوم'' یعنی آج کس کی بادشاہی ہے ؟ یہ وہ کلمہ ہے جسے میدان حشر میں حضرت رب العزت کی جانب سے سنیں گے ۔

مخلوقات کے ترک کرنے سے پہلے مسائل معرفت میں بحث کرنا بھی منجملہ خواہشات نفسانی کے ہے جو کوئی اپنی خواہش نفسانی کے باعث حق باطل کی طرف مائل ہو وہ گمراہی میں پڑا ہوا ہے ۔ معرفت الٰہی کے دروازوں میں سے پہلا دروازہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو خدائے عز و جل سے مانوس کرے اور زہد خداوند جل و علا کی راہ میں چلنے والے کا پہلا قدم ہے ، جو عشق میں مرے وہ شہید ہے اور جو اپنی زندگی خلوص میں بسر کرتا ہے ، سعادت مند ہے اور یہ دونوں چیزیں جب ہی نصیب ہوتی ہیں جب خدا اُن کی توفیق دے ۔ جو شخص بغیر مرشد کے راستے میں چلتا ہے ، اُلٹے پاؤں واپس آتا ہے ۔ یہ طریقت ورثے میں نہیں ملتی ، نہ کوئی اُسے باپ کے ترکے میں پاتا ہے ۔ بلکہ اس طریقت کے حاصل کرنے کے لیے عمل و جہد ۔ حدود معینہ پر قائم رہنا ۔ اللہ جل شانہ کی درگاہ میں آنسو بہانا اور اُس حضرت رب العزت کا ادب کرنا ضروری ہے ۔ بہت سے نادان جانتے ہیں کہ یہ طریقہ، بحث و مباحثے ، روپے پیسے اور ظاہری اعمال کے ذریعے سے حاصل ہو جاتا ہے ۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے ۔ بلکہ اس مرتبے کو انسان سچائی ، فروتنی ، ذلت ، فقیری ۔ سنت رسول مختار صلعم کی پیروی اور اغیار کے ترک کرنے سے پہونچتا ہے ۔

جس کا خدا عزیز ہو وہ ہر جگہ عزیز ہے اور جس کا اُس خدائے لم یزل کے سوا کوئی اور عزیز ہے ، وہ ہر جگہ عزیز نہیں ۔ قرآن ایسی نشانی ہے جس میں بہت سی نشانیاں جمع ہیں اور آیات ربانی اُس میں درج ہیں ۔ جس کسی پر خداوند جل و علا نے یہ احسان کیا ہے کہ اُس کے باطنی رموز کو سمجھتا اور ظاہری احکام شرع کی پابندی کرتا ہے اُسے دو برکتیں حاصل ہیں اور جو اپنی رائے سے معنی کہتا ہے ، گمراہ ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن دونوں سے دور جا پڑتا ہے ۔ خداوند جل و علا کا ذکر تمام آسمانی آفتوں سے دور ارضی حوادث کے لیے سپر ہے ۔ ذکر الٰہی کرنے والا شخص چونکہ خدا کا ہم صحبت ہے ، لہٰذا اُسے اُس رب العزت کے ادب سے درگزر نہ کرنا چاہیے تاکہ اُس صحبت سے دور نہ ہو جائے ، جو قبولیت کی برکت ہے اور غفلت سے پاک ہو جائے ۔ جو زبان کہ بارگاہ قلب کی سچی ترجمان ہے وہ اپنی دولت کو ظاہر کرتی اور اپنے خزانے کا دروازہ کھولتی ہے ۔ جس شخص کا دل پاک ہو اس کی زبان اچھی اور اُس کا بیان بھی شیریں ہے ، اگر اپنی زبان سے رموز حقیقت کے کھلنے کا اعتبار کرے اور اپنے قلب کو پاک کر دے تو اُس کو عرفان میں ترقی ہوتی ہے اور حجت حق اُس پر آشکارا ہوتی ہے اور جو صرف زبان کا حظ اُٹھا لینے پر کفایت کرکے افعال کے ثمروں کو چھوڑ دیتا ہے ، اُس کا ہاتھ اقوال ہی تک پہونچتا ہے ۔ روح وہ جسم ہے

جو معرفت کے لیے ہمیشہ متنبہ رہے، وہ سر ہے جس میں سلامت روی ہو۔ وہ دل ہے، جس میں رحم ہو اور وہ قدم ہے، جو حق کے راستے پر قائم ہو۔ حکمت کے لیے شرط ہے کہ خیرات کو تو اُن لوگوں تک پہونچا دے جو اُس کے مستحق ہیں اور سچائی کے لیے شرط ہے کہ غیر مستحقین پر بھی تُو ہاتھ نہ روکے اور ان دونوں کاموں کا پھل تُو خدا سے پائے گا۔ جو نعمتیں تجھ کو ملی ہیں اُن کی ناشکری نہ کر۔ اس لیے کہ یہ خدا کو ناگوار ہے، جس کے دل میں فریب ہو اُس کے لیے فلاحیت نہیں ہے۔ ظالم عزیز نہیں ہوتا۔ گنہگار کا کام پورا نہیں اور جو بندہ صرف خدا کی وکالت اور اسی کی مدد پر قناعت کرتا ہے، ذلیل نہیں ہوتا ہے۔ جس شخص کے دل میں شک ہے اُسے فلاح نہیں ہوتی۔ مکار کی آرزو نہیں پوری ہوتی، کنجوس کو فائدہ نہیں ہوتا، حاسد کو کسی کی مدد نہیں ملتی اور سگ دنیا مردار گوشت پر پورا قابو نہیں پاتا۔

وہ بندۂ مومن جو خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں رکھتا، اُس کا دل توڑنے کی کوشش میں مملکت کسریٰ بھی درہم و برہم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کو دیکھا کرتے ہیں، اُن کا دل اندھا ہو جاتا ہے۔ دین دار آدمی توبہ و استغفار کے ذریعہ سے حجاب کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا ہے اور بے دین کی آنکھوں پر پردے کے بعد پردے پڑتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جس کی خدا تعالیٰ نے نگہبانی کی۔ بے وقوفی کا کوئی علاج نہیں ہے اور حماقت کا مرض دور نہیں ہوتا۔ مغرور کے ساتھ کوئی ہم صحبت نہیں ہوتا اور دغا باز عہد و پیمان کا پاس و لحاظ نہیں کرتا، جو غافل ہے اُسے نور نہیں عطا ہوا ہے، جو شخص اپنے قول و اقرار کو پورا نہیں کرتا، اُس کے پاس ایمان ہی نہیں ہے۔

خداوند تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے کہ نیکوکار بندے شریروں کے ہاتھوں اور بدکاروں کی زبانوں سے اس دنیا میں سخت تکلیف اُٹھائیں اور حقیر و مردار شخص بھی نیکی کرنے والے کے حق میں بدی اور بے ضرر آدمی کے ساتھ مکر و فریب کرے۔ خدا کی مدد صاحب خلوص اور منکسر المزاج بندوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ''و ما للظالمین من انصار'' (اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے) دشمن کی پہچان یہ ہے کہ تیری دولت کی طرف راغب ہو، مگر جب تیری دولت کو نقصان پہونچ جائے تو تجھے چھوڑ دے۔ تیری پیٹھ کے پیچھے تجھ پر زبان کی تلوار سے حملے کرے اور تیری ثنا و صفت کرنی اُسے ناگوار گزرے، تو اُسے خدا پر چھوڑ دے۔ اس لیے کہ وہ خود ہی اوندھے منہ گرے گا۔ اُس کی مثال آگ سی ہے کہ لکڑی کو کھلاتی ہے اور اُس کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔ وکفیٰ باللہ نصیرا۔ (اور مددگار چاہیے تو اللہ کافی ہے) اور دوست کی علامت یہ

ہے کہ وہ خالص خدا کے لیے دوستی کرتا ہے ۔ اگر ایسا کوئی رفیق مل جائے تو اُس سے راہ و رسم پیدا کر ۔ اس لیے کہ سچے دوست نہیں ملتے ہیں ۔ صوفیوں کی بعض باتوں کی تاویل کر لیا کر ۔ گویا خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کے ذریعے سے تو شبہات کو اپنے دل سے دور کر دے ، اگر میں منصور حلاج کے زمانے میں ہوتا اور جو الزام منصور کو لگایا گیا تھا وہ ثابت ہو جاتا ۔ تو فتوے دینے میں میں بھی اُنھی لوگوں کے ساتھ ہوتا ، جنھوں نے اُن کے قتل کا فتویٰ دیا اور اگر ثابت نہ ہوتا تو میں کوئی ایسی تاویل کرتا کہ اُن کی جان بچ جاتی اور میں اتنے ہی پر قناعت کرتا کہ اُنھوں نے توبہ کرکے خدا کی طرف رجوع کر لیا ہوگا کیوں کہ رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے ۔

اللہ جل شانہ نے بڑے بڑے اعلیٰ مراتب اپنے ایک بندے کو عطا کیے ہیں اور جن لوگوں کو خدا نے بخش دیا ہے وہ اُن مرتبوں پر ترقی کرتے ہیں ۔ ان مراتب نجات کے طے کرنے میں جسے معرفت کا بھید معلوم ہوگیا وہ تمام مخلوقات کے سامنے عاجزی کا سر جھکا دیتا ہے ۔ اس لیے کہ معاملات کے انجام چھپے ہوئے ہیں ۔ بخشش کا میدان وسیع ہے اور حضرت کریم جل شانہ کے لیے کسی چیز کی قید نہیں ہے ۔ جو چاہے کرے اور جسے چاہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کرے : ''یختص برحمتہ من یشاء'' (اپنی رحمت کے لیے وہ جسے چاہتا ہے مختص کرتا ہے) ۔

خراسان کے بعض عجمی صوفیوں نے کہا کہ صوفی کبیر ابن شہر یار قدس سرہ العزیز کی روحانیت عرب و عجم کے تمام صوفیوں پر متصرف ہے ، کو میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے ۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ سب سے بڑا کام کرنے والا اور عطا کرنے والا ہے صاحب دل لوگوں کے نزدیک حضرت سرور کائنات صلعم کی نیابت اہل اللہ میں باری باری اُن کے وقت اور حالات کے مطابق دورہ کرتی رہتی ہے اور روحانی تصرف کا مخلوق میں ہونا صحیح نہیں ہے ۔ بلکہ اللہ جل شانہ کی مہربانی بعض ہی نہیں ، تمام اولیا اللہ کے شامل حال ہے ، جو شخص اولیا اللہ کو درگاہ ایزدی میں اپنا وسیلہ قرار دیتا ہے اُس کی حالت سدھر جاتی ہے ۔ چنانچہ حضرت رب العزت فرماتا ہے : ''نحن اولیاؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الآخرۃ'' (ہم تمھارے دوست ہیں دنیا اور آخرت میں) خبردار اہل عجم کی زیادتیوں سے دھوکا نہ کھانا ۔ اس لیے کہ اُن میں سے بعض حد سے گزر گئے ہیں اور حبیب خدا حضرت رسول مجتبیٰ صلعم نے اس کو منع فرمایا ہے ۔ بندہ چاہے زندہ ہو یا مردہ ، اُس میں کسی قسم کی قدرت خیال کرنے سے بچ ، اس لیے کہ ساری مخلوقات ''لا یملکون لا نفسھم ضراً و لا نفعاً (اپنی ذات کے لیے نہ نقصان پہنچانے

پر قادر ہیں اور نہ نفع پہونچانے پر) یعنی نہ اُن سے فائدہ پہونچتا ہے نہ نقصان ۔ لیکن خدا کے دوستوں کی محبت کو درگاہ خدا میں وسیلہ بنا ۔ اس لیے کہ اپنے بندوں کے ساتھ خدا کی محبت خدائی کے بھیدوں میں سے ایک ہے اور جو چیز خدا کی درگاہ میں اچھا وسیلہ ہے ، وہ خدائی کا بھید اور پروردگار ہی کی صفت ہے ۔

ولی وہ مرد ہے جو دل و جان سے نبی صلعم کا دامن پکڑے اور خدا سے راضی ہو ، جو شخص خدا کے پاس پناہ لیتا ہے ۔ اُس کی عزت بڑھتی ہے اور جو شخص خدا کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرتا ہے ، ذلیل ہوتا ہے ۔ جو کوئی شخص غیروں کے برتے پر بے پروا بنتا ہے حقیر ہوتا ہے اور جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے سوا کوئی اور راہ اختیار کرتا ہے گمراہ ہوتا ہے ۔ علم نور ہے اور خاکساری سرور ۔ مرد کے واسطے ہمت یہ ہے کہ اپنا حال خدا کے سپرد کر دے اور بہ حیثیت ایمان اعلیٰ درجے پر ہونے اور بہ حیثیت ہمت اعلیٰ درجہ رکھنے میں فرق اور تفاوت ہے ۔ جس کو اس بات کا یقین ہے کہ کار ساز مطلق اللہ جل شانہ ہے ، وہ اپنی ہمت کو دوسروں کی طرف سے پھیر لیتا ہے ۔ خدا کی راہ میں جس کی ہمت بلند ہو ، اُس کا بھروسہ خدا کے ساتھ درست ہے اور وہ دوسروں کے سائے میں پناہ نہ ڈھونڈھے گا ۔ فیاضی کا دسترخوان وہ ہے جس پر اچھے اور بُرے ہر طرح کے آدمی بیٹھیں ۔ خدا اپنے بندوں پر انجام میں ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے ۔ اللہ جل شانہ اگر اپنے کسی بندے کو مہربانی سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے ، تو پھر واپس نہیں لیتا ۔ سوا اس کے کہ اُس سے ناشکری ظاہر ہو ۔ خدائے برتر کی عنایتوں کا فیض عقل و وہم سے باہر ہے ، جو اس بات کو جانتا ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ، وہ اپنے سب کام اُس کارساز مطلق کی مرضی پر چھوڑتا ہے اور اپنا سر رضا و تسلیم کی خاک پر رکھ دیتا ہے ۔

اگر کسی پر حقیقتوں کا راز کھل جائے تو وہ اُس کے صفحوں پر اس سطر کو پڑھے گا کہ ''کل شئی ہالک الا وجہہ'' (سب چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں مگر اُس کی ذات) ہستی کے دائروں کو اگر تو غور کی نگاہ سے دیکھے تو تجھے نظر آئے گا کہ عاجزی بھی اُن میں گھری ہوئی ہے اور محتاجی بھی اُن میں قائم ہے اور طاقت ، دستگیری ، امیری اور قدرت سب خدا کے لیے ہیں ، جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ کوئی مثل ۔ لوگ جو دم داعیہ رکھتے ہیں خود بینی میں مبتلا ہیں اور قسمت کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ یہ اُن کے پاؤں کی لغزش ہے ۔ جیسا تیرا دعویٰ ہے ، ویسی ہی اگر تو طاقت اور قدرت بھی رکھتا ہوتا تو کبھی نہ مرتا ۔ تو چونکہ خودی اور غرور کا دعویٰ کر رہا ہے ، لہٰذا تجھے عزت سے کیا تعلق ؟ امیری و عزت کے گھوڑے سے اتر اور غلامی و ذلت کا لباس پہن ۔ چونکہ تیرا

سارا دعویٰ جھوٹ ہے اور تیری ساری ریاست اور تیرا غرور فضول کی بکواس ہے لہٰذا ان چیزوں سے زبان روک اور کہہ کہ ہر چیز خدا ہی کی طرف سے ہے ۔

ان دو دیواروں کے درمیان میں چل ۔ دیوار شرع کے اندر اور دیوار عمل کے اندر ۔ پیروی رسول کے راستے پر چلتا رہ ۔ اس لیے کہ پیروی رسول ہی کا راستہ بھلا ہے اور بدعت کا راستہ برا ہے اور بھلائی اور برائی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے ۔ اپنے سر کو تسلیم کے دروازے پر اور اپنی پیشانی کو عاجزی کی خاک پر رکھ ۔ اپنے عمل پر بھروسہ نہ کر ۔ خداوند عز و جل کی قدرت اور رحمت سے التجا کر اور خود بینی اور دو رخی جستجو سے پاک ہو ۔ اس لیے کہ اس ذریعے سے تو ایماندار اور پرہیزگار سعادت مندوں میں شامل ہو جائے گا ۔ نیکو کار بندے کی یہ برکت ہے کہ حضرت رب‌العزت کی قربت حاصل ہوتی ہے ۔ جناب باری کے دروازے پر اولیاء اللہ کی حرمت اور عزت ہے اور یہ خوش نصیبی اگر انھیں نہ عطا ہوتی تو اللہ جل شانہ اور لوگوں کو اپنی ولایت کے شرف سے مخصوص نہ کرتا ، وہ لوگ خدا کے جانباز بندے ہیں کہ اُن کے ذریعے سے حضرت رب‌العزت نے اپنی شریعت کو مضبوط فرمایا ۔ حقیقت شناسی کی اعانت کی ، اُن کی وساطت سے جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی فضیلت کو قائم رکھا اور انھیں حضرت پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا ۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ ''یا ایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین'' ۔ (اے نبی! تیرے لیے کافی ہے اللہ اور وہ مومنین جنھوں نے تیری پیری کی) اللہ جل شانہ کی معرفت مختلف طریقوں کی ہے اور اُس کی قسموں میں سب سے بڑی یہ ہے کہ اُس کے احکام کی عزت کی جائے ۔

خدا اور اُس کے بندوں کے درمیان غفلت کے سوا اور کوئی پردہ نہیں ہے ۔ وہ حضرت رب‌العزت فرماتا ہے ''اذکرونی اذکرکم'' (تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا) جو بندہ معرفت رکھتا ہے وہ اُسی کی درگاہ میں پناہ ڈھونڈھتا ہے اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ بغیر اس کا لحاظ کیے کہ اُس نے کوئی عمل یا عبادت کی ہے ، یا نہیں اُسے اپنے فضل و کرم سے سرفراز فرماتا ہے ۔ دل اللہ جل شانہ کی دو انگلیوں کے درمیان رہتا ہے ۔ لہٰذا اُس کی درگاہ میں آہ و زاری اور اظہار عاجزی کرو تا کہ وہ دلوں کو اپنی محبت اور اپنے دین پر قائم رکھے ۔ ''و کفی باللہ ولیا'' (اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے) آدمیوں کا ظاہری رخ دو طرح کا ہے یا تو اُن کا ظاہر اچھا ہے یا بُرا اور اُن پر تصرف کرنے والا اللہ جل شانہ ہی ہے ، مگر فرق کیا ہے کہ بندوں کے اچھے کاموں سے راضی ہوتا ہے اور برے کاموں سے راضی نہیں ہوتا ؟ جس کا سبب یہ

ہے کہ اُس نے جزئی اختیارات بھی بندوں کو دے رکھے ہیں تو ٹیڑھے کو سیدھے کرنے کی کوشش اُس وقت تک نہ کر جب تک اُس کے سیدھے ہونے کا وقت نہ آئے کیوں کہ ابرِ رحمت اپنے وقت ہی پر برسا کرتا ہے اور قبل از وقت لوگ اُس کو نہیں چاہتے ۔ اپنے حوصلے کو تو رنج و الم کے ہاتھ میں نہ دے دے ، ورنہ اعلیٰ مقاصد سے محروم رہ جائے گا ۔ اس لیے کہ غم ہمت کے حق میں کافور کی شان دکھاتا ہے اور استقلال عنبر کی شان ۔ وہ کارساز موجود ہے اور اُس کے سوا سب غائب ۔ اُنھیں چیزوں پر قائم رہ جو تجھے عطا ہوئی ہیں اور اُن کے بدلنے اور بنانے میں جو بے چینی ہوتی ہے اُس سے اپنے نفس کو پریشان نہ کر ؛ اپنی ذات کو نہ مجبور خیال کر اور نہ مختار اس لیے کہ اصل حقیقت ان دونوں حالتوں کے درمیان میں ہے جو ولی خلاف ظاہر کہہ جاتا ہے اور اصول شرع پر حملہ کرتا ہے وہ قول و جلال ربانی کے پردے میں پڑا ہوا ہے تاکہ ربوبیت کے جلال سے مقہور ہو کے حکم ربانی کی طرف رجوع کرے ۔ اس لیے کہ اگر اُس نے قاب قوسین کی سچائی کی طرف رخ کیا اور حضرت رسالت کی پیروی اُس سے ظاہر ہوئی تو بندگی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے جو سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور خلقت کے لیے قربت الٰہی کا کوئی اُس سے بڑا اور قوی وسیلہ نہیں ہے ۔

جس کسی نے آنکھ میں توفیق الٰہی کا سرمہ لگایا ، اُس نے ہر چیز کو علم الیقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا ۔ ٹھیک جانو کہ باطن اور ظاہر دونوں پر باطن کی حکومت ہے ۔ بصیرت اور دل کی صفائی اور آنکھوں کے نور کی رسائی کم کھانے اور کم پینے سے حاصل ہوتی ہے ۔ اس لیے کہ بھوک خود بینی ، کبر اور غرور کو مٹاتی ہے اور اُس کے ذریعے سے نفس کو یہ تکلیف دی جاتی ہے کہ حق کی طرف رجوع کرے ۔ دراصل بھوک سے بہتر کوئی نفس کو توڑنے والی چیز میں نے نہیں دیکھی ۔ وجہ یہ کہ پیٹ بھر کے کھانے سے گرانی ہوتی ہے ۔ دل تاریک ہوتا ہے اور نابینائی پیدا ہوتی ہے جو غفلت کو بڑھا دیتی ہے ۔ پڑوسیوں کی خاطرداری عزیزوں کی خاطرداری سے اچھی ہے کیوں کہ عزیزوں کا دل قرابت کے رشتے میں بندھا ہوا ہے اور پڑوسیوں سے یہ علاقہ نہیں ۔ جو دل روشن ہے وہ نیکوں اور عارفوں کی صحبت کی طرف میل کرتا ہے اور خود پرستوں اور نادانوں کی صحبت سے متنفر رہتا ہے ۔ خدا کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرنا بندے کو خداوند جل و علا تک پہونچاتا ہے اور پیمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا پل صراط پر گذرنے کو آسان اور دعا کو قبول کرتا ہے اور خیرات اللہ تعالیٰ کے غصے کو دُور کرتی ہے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا نزع کی تکلیفوں کو آسان کرتا ہے ۔ بدکاروں ، احمقوں ، ظالموں اور حاسدوں کی صحبت ایک

گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے ۔

عارف وہ ہے ، جو سلوک کے بڑے برحق طریقے پر ہمیشہ اور استقلال سے چلے اور ایک لحظہ کے لیے بھی اُس کو نہ چھوڑے ۔ صوفی وہ ہے جو وہموں اور شکوں سے دور ہے ۔ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کے بارے میں کہے ''لیس کمثلہ شئی'' ۔ (اس کے مثل کوئی چیز نہیں) اور اُس رب‌العزت کو یقین کے علم سے جانے ، تا کہ اُن لوگوں کے زمرے سے نکل آئے جو اُس حضرت عز و جل کو ظنی علم سے جانتے ہیں اور اُس کا گلا تقلید کی قید سے چھوٹ جائے ۔ صوفی وہ ہے جو حضرت رسول اکرم صلی علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے طریقہ پر نہ ہو اور اُس کے سوا کسی اور چیز کو اپنے حرکات و سکنات کی بنیاد نہ قرار دے ۔ صوفی وہ ہے جو اپنے وقتوں کو اپنے نفس کے معاملات میں نہیں صرف کرتا ۔ اس لیے کہ جانتا ہے کہ مدبر حقیقی اللہ جل شانہ ہے اور اپنے معاملات و حالات میں سوا خدا کے کسی اور چیز پر بھروسا نہیں کرتا ۔ صوفی وہ ہے جو حتی الامکان خلقت کے ملنے جلنے سے پرہیز کرتا ہے ، اس لیے کہ وہ جس قدر مخلوقات سے ربط و ضبط بڑھاتا ہے اُسی قدر اُس کے عیوب کھلتے جاتے ہیں اور اس حقیقت اُس پر پوشیدہ رہ جاتا ہے ۔ بعض لوگوں سے اگر ملنا جلنا گوارا کرے تو پھر اس صورت میں نیک نفس لوگوں سے بھی صحبت بڑھائے ۔ اس لیے کہ وارد ہوا ہے : ''المر علی دین خلیلہ'' (مرد اپنے دوست کے دین پر ہے) ۔ فقیر کا نفس کبریت احمر کے مثل ہے ۔ حق چیز کو حق ہی میں صرف کرے ۔

جو شخص اپنی باتوں ، اپنے کاموں اور اپنے حالات کو ہر وقت قرآن و حدیث کی ترازو میں نہ تولے اور اپنے دل کو ملزم نہ پائے اُس کا نام ہمارے نزدیک مردوں کی فہرست میں درج نہیں ہوتا ، جو اپنی آمدنی کو جانتا ہے اُس پر اُس کا صرف کرنا آسان ہے ، جو شخص اپنے نفس سے ثابت قدم ہوتا ہے ، دوسرے لوگ بھی اُس کی وجہ سے ثابت قدم رہتے ہیں ۔ ٹیڑھی شاخ کا سایہ سیدھا کیونکر ہو سکتا ہے ؟ فقیر اگر اپنے نفس کو ذلیل و خوار کرے اور شوق و راست بازی کی آگ میں جلے تو خدا کی عنایت سے ثابت قدمی کے میدان میں قدم جما دیتا ہے اور نیکیوں کا خزانہ اور خلقت کا مطلوب بن جاتا ہے اور اُس مینہ کے مثل ہو جاتا ہے جو جس جگہ برس جاتا ہے فائدہ پہونچاتا ہے ، اور ایسے ابر رحمت کے زمانے میں خلقت خدا پر رحمت اور تسلی نازل ہوتی ہے ۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ جھوٹے کی پیروی کرتے ہیں اور سچے سے بھاگتے ہیں اور مغرور لوگوں کے گرد ہجوم کرتے ہیں اور جن لوگوں کو زمانہ نے چھوڑ دیا ہے اُن سے بھاگتے ہیں ۔ اس حالت کو دیکھ کے تو تعجب نہ کر ۔ اس لیے کہ یہی حالت نفس کی ہے ۔

نفس بھی سجی ہوئی کوشک ، زر نگار قصر اور وسیع ایوان کو پسند کرتا ہے اور عالی مرتبہ پیر شاندار عمامہ سر پر رکھ کے اور لمبی آستین لٹکا کے شان و شوکت ظاہر کرتا ہے ۔ اس پردے کے ہٹانے کے لیے تو اندرونی ہمت کو بلند کر نہ نفس کی ہمت کو اور اپنے نفس سے خطاب کرکے پوچھ کہ اگر تو ایک طرف رسول اکرم اور نبی معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شان سے بوریے پر بیٹھا ہوا دیکھے کہ چٹائی کے نشان آپ کے جسم مطہر میں بنے ہوئے ہیں آپ کے اہل بیت رضوان اللہ و سلامہ علیہم فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں اور نوکروں چاکروں کا کہیں پتہ نہیں ہے اور دوسری طرف تو کسرائے عجم کو دیکھیے کہ مرصع تخت پر شان و شوکت سے بیٹھا ہوا ہے ۔ جس میں بیش قیمت موتی لگے ہیں ۔ اُس کے اہل و عیال رنگ رلیاں منا رہے ہیں اور خدم و حشم کا ہر طرف ہجوم ہے ۔ تو ان دونوں میں سے تو کس کی طرف رخ کرے گا ؟ اور کس کا ساتھ دے گا ؟ اگر اللہ جل شانہ تیرے نفس کو توفیق دے تو تو یقیناً حضرت رسالت (صلعم) اور آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو دوست رکھے گا ۔ اپنے دل کی ہمت کو اہل بیت نبوی کی حالت میں پہونچا تاکہ تو اللہ جل شانہ کے گروہ میں شمار کیا جائے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے ''الا ان حزب اللہ ہم المفلحون'' (آگاہ ہو جاؤ کہ جو اللہ کے گروہ والے ہیں اُنھیں کے لیے فلاح ہے) اور خبردار کبھی اپنی بے نفسی کی طرف نہ دیکھ ۔ اس لیے کہ جو بھوک بغیر معرفت اور بغیر آداب ہدی (صلعم) کے ہو وہ تو کتوں کی ایک صفت ہے ۔ اپنی قدر و منزلت کو آداب ہدی کے ذریعے سے پہونچے ہوئے لوگوں کے اعلیٰ مرتبوں تک پہونچا اور اعمال خیر کے دکھاوا اور خودی و خودنمائی کے جذبات کو اپنی ذات سے نکال کے پھینک دے ۔ اس لیے کہ یہ چیز منجملہ شیطان کے جذبات کے ہے اور خدا کا خاص بندہ بن تاکہ قربت کے درجے کو پہونچے ۔ ''و کفی باللہ ولیا'' (اور دوستی چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے) اس زمانے کے لوگ جادو گری ، کیمیاگری ، وحدت کا نام لینے ۔ زیادہ باتیں بنانے اور جھوٹے دعوے کرنے کے ذریعے سے اپنی گردن اونچی کرتے ہیں ۔ خبردار ایسے لوگوں کے پاس نہ پھٹکنا ۔ اس لیے کہ وہ اپنے پیروؤں اور اپنے پاس والوں کو دوزخ اور غضب الٰہی کی طرف کھینچے لیے جاتے ہیں اور خدا کے دین میں ایسی چیز داخل کر رہے ہیں جو اس میں نہیں ہے ، وہ لوگ ہماری جماعت میں خرقہ پوشوں کے گروہ سے ہیں ۔ تو اُنھیں دیکھے تو سمجھے گا کہ اُن کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ خدا کے مقرب لوگوں میں ہیں ۔ اگر اُن میں سے کسی کو تو دیکھے تو فوراً اُس سے بھاگ ۔ خدا کے پاس جا کے پناہ لے اور کہہ ''یا لیت بینی و بینک بعد المشرقین'' ۔ (کاش مجھ میں اور

تجھ میں مشرق و مغرب کا فرق ہوتا) اگر کوئی جاہل شخص تجھے ہاتھ پکڑ کے اس گروہ سے الگ لے جائے اور کہے کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہ اور قرآن و حدیث کی پابندی کر تو وہ اُن تمام جھوٹے دعوے کرنے والوں سے اچھا ہے۔ جو اپنے کو خرقہ پوش بنائے ہوئے ہیں۔ ان سے اس طرح بھاگ جس طرح لوگ غضب آلود شیر سے یا کوڑھی سے بھاگتے ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ حضرت فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرتے تھے کہ نیکی کیا ہے؟ مگر میں یہ پوچھتا تھا کہ برائی کیا چیز ہے اس اندیشے سے کہ کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اسی بنیاد پر میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (صلعم) لوگ جہالت اور بدکاری میں مبتلا تھے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اس روشن دین اسلام کو نیکی کے ساتھ ظاہر فرمایا۔ کیا اس نیکی کے بعد پھر ہمیں برائی سے سابقہ پڑے گا؟'' ارشاد ہوا ''ہاں'' میں نے عرض کیا: ''پھر اس برائی کے بعد نیکی ظاہر ہوگی؟'' فرمایا ''نعم و فیہ و خن'' یعنی (ہاں اور اسی نیکی سے اس برائی کی خرابی اور شومی ظاہر ہوگی) میں نے عرض کیا: ''اس کی شومی کیا ہے؟'' ارشاد ہوا: ''قوم'' یہدون بغیر ہدیٰ تعرف منہم و تنکر'' یعنی (ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو لوگ گمراہی کی طرف رہبری کریں گے۔ آپ کو راہ راست پر دکھائیں گے، حالاں کہ ایسے ہوں گے نہیں) میں نے دریافت کیا ''کیا اس کے بعد بھی برائی کا ظہور ہوگا؟'' ارشاد ہوا ہاں ''دعاۃ'' علی ابواب جہنم من اجابہم قزفوہ فیہا''۔ یعنی (ایک ایسی جماعت ہوگی جو لوگوں کو دوزخ کے دروازوں کی طرف بلائے گی اور جو کوئی شخص اُن کی پیروی کرے گا اُسے فوراً دوزخ میں ڈھکیل دیں گے) میں نے کہا ''یا رسول اللہ مجھے اُن کا پتہ بتائیے''۔ ارشاد ہوا کہ ''ہم من جلد تناتیکمون بالسنتنا'' یعنی (وہ لوگ ہمارے لباس میں ظاہر ہو گے ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے) میں نے عرض کیا: ''میں اس زمانے میں اگر موجود ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟'' ارشاد ہوا ''تم مسلمان کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ نہ چھوڑنا''۔ میں نے عرض کیا ''اگر ان لوگوں کی جماعت نہ ہو اور ان کا کوئی امام بھی نہ ہو تو کیا کروں؟'' فرمایا تو تُو ان سب فرقوں سے علحدگی اختیار کر۔ اگرچہ یہاں تک نوبت پہونچ جائے کہ مارے بھوک کے تو کسی درخت کی جڑ کو چوستا اور چاٹتا ہو اور اسی حالت میں تیرا دم نکل جائے۔ یہ وصیت ہے ہمارے پیغمبر امین، ہمارے سردار اور سردار عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس کو یاد رکھ اور اس پر عمل کر اور خبردار! راستہ بتانے میں بخل نہ کر۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی تجھ سے

سیدھی راہ پوچھے تو اس کے سوال کو ہرگز رد نہ کر ۔ اس لیے کہ ایسی روش سے خدا اور بندگان خدا کے ساتھ بےادبی ہوتی ہے ۔ اس چال ہی کی بنا ذلت و خواری پر پڑی ہے ۔ چناں چہ اگلے زمانے کے لوگوں نے اپنے آپ کو ذلیل و حقیر کیا اور خدا تعالیٰ نے انھیں معزز بنا دیا ۔ انھوں نے اپنے تئیں فقیر کہا اور اللہ جل شانہ نے اپنے کرم سے انھیں تمام لوگوں سے زیادہ دولت مند کر دیا اور ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کر جو بزرگوں کے کلام کی تو ہمیشہ تاویل کیا کرتے ہیں ۔ مگر ان کے جانب منسوب ہونے کے اوپر اور نیز ان کی حکایتوں پر نازاں ہیں ۔ وجہ یہ کہ ان کہانیوں میں بہت سی ایسی ہیں جو جھوٹ اور افترا ہیں اور سوا اس کے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہانیاں مخلوقات پر خدا کا ایک قسم کا عذاب ہیں ۔ جب انھوں نے اس حق کو نہ جانا اور نیکی کی انھیں حرص ہوئی تو خدائے عز و جل نے انھیں بےعقل لوگوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں جنھیں نبوت کی پاکیزگی حاصل ہے انھوں نے فرقہ ہائے مرغبۃ[1] (ترغیب کرنے والوں) مرہبۃ (ترہیب کرنے والوں یعنی عذاب الٰہی سے ڈرانے والوں) غامضہ (چشم پوشی کرنے والوں) اور ظاہرہ (یعنی اہل ظاہر اور محض ظاہری الفاظ حدیث پر چلنے والوں) کی طرح افترا پردازیاں کیں اور حضرت رب‌العزت نے بعض اہل بدعت اور گمراہوں کو اس کام پر مسلط کیا ہے کہ جھوٹ بولیں اور بزرگوں کے کلام میں افترا پردازیاں کریں ۔ انھوں نے ان کے کلام میں ایسی ایسی باتوں کو داخل کر دیا ہے جن کی خود انھیں خبر بھی نہ تھی ۔ بعض لوگوں نے ان کی پیروی کی اور سب سے بدتر گناہوں میں مبتلا ہو گئے ۔ خبردار ایسے لوگوں سے بھاگ اور اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے لیے حضرت پیغمبر ذی شان علیہ الصلوۃ والسلام کے دامن کو پکڑ اور شرع شریف کو نظر کے سامنے رکھ ۔ اجماع امت کی عام

١- پہلے دو فرقوں یعنی مرغبۃ و مرہبۃ سے غالباً حضرت شیخ سید احمد رفاعی قدس سرہ‌العزیز کی مراد واعظین سے ہے ۔ جو ترغیب و ترہیب کی طرف جھکتے ہیں تو ہر طرح کی ضعیف و موضوع روایات بلکہ بےبنیاد کہانیاں بیان کرنے لگتے ہیں ۔ غامضہ سے شاید وہ علما مراد ہیں ۔ جو لوگوں کو بگڑتے اور ضلالت میں پھنستے دیکھتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں اور جنھیں مداہنت کا الزام دیا جاتا ہے اور ظاہرہ سے ظاہر یہ فرقہ والے اہل حدیث مراد ہیں جو حدیث کے ظاہری الفاظ کے ایسے گرویدہ ہیں کہ ضروری اور فطری قیاسات سے بھی بھاگتے ہیں ۔ مثلاً کسی جگہ پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہو تو کہتے ہیں کہ وہاں صرف پیشاب ہی منع ہے ، پاخانہ وہاں پھرے تو مضائقہ نہیں ۔ واللہ علم بالصواب ۔

(ناظم العرفان)

سڑک تجھ پر آشکارا رہے اور اہل سنّت کے گروہ سے جو کہ مسلمانوں میں نجات پانے والا فرقہ ہے، دور نہ ہو اور خدا کے حکموں کو مضبوط پکڑ اور سوا ان کے ہر چیز کو چھوڑ دے اور میری باتوں کو دل میں یاد رکھ۔

فلیتک تحلو و الحیاۃ مریرۃ و لیتک ترضیٰ والانام غضاب

اے خدا! تجھ میں حلاوت ہوتی ، زندگی چاہے تلخ کیوں نہ ہوتی اور راضی ہوتا اور ساری خلقت چاہے برہم ہی ہوتی۔

و لیت الذی بینی و بینک عامر و بینی و بین العالمین خراب

اور وہ وسعت جو میرے تیرے درمیان ہے آباد ہوتی اور میرے اور سارے عالم کے درمیان جتنی وسعت ہے وہ سب چاہے اجاڑ پڑی ہوتی۔

اذ اصح منک الوُد فالکل ہین و کل الذی فوق التُراب تراب

جب تیری دوستی صحیح ثابت ہو جائے تو سب چیزیں ہیچ ہیں اور خاک کے اوپر جو کچھ ہے سب خاک ہے۔

مشائخ کی پاک دامنی و عصمت کا اعتقاد اس طرح نہ کر جس طرح لوگ کرتے ہیں جنھیں ان کی نسبت غلو ہے اور جو چیز تیرے اور خداوند جل و علا کے درمیان ہو ، اس کے بارے میں مشائخ پر بھروسہ نہ کر۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ بڑا غیرت والا ہے اور نہیں چاہتا ہے کہ اس کے اور بندے کے درمیان میں کوئی اور آ جائے۔ مشائخ (خدا ان سے راضی ہو اور وہ اس سے راضی ہوں) صرف طریقت کے رہنما ہیں جن سے رسول اللہ صلعم کے حالات دریافت کیے جاتے ہیں اور ہم اس حضرت رب العزت کی درگاہ میں عجز و زاری سے عرض کرتے ہیں کہ ان سے راضی رہے۔ یہ امید لگا کے کہ وہ پروردگار عالمین اپنے خاص بندوں کو شرمندہ نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ سب بڑوں سے بڑا ہے۔

خود فروشی کو چھوڑ اور سر تسلیم جھکانے کی وضع اختیار کر اور اگر لوگوں کو تو خود فروشی کرتے دیکھے تو اپنے تئیں ان سے الگ کر لے۔ اس لیے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''اذا رایت شحاً مطاعاً و ہویٰ متبعاً وا عجب کل ذی رای برائہ فعلک نجویصۃ نفسک'' یعنی (جب تو ایسی حرص دیکھے جس کے لوگ بندے ہوں۔ ایسی خواہش نفس دیکھے جو لوگوں پر حکومت کرتی ہو اور ہر رائے والا اپنی رائے پر ناز کر رہا ہو تو خبردار تو سب سے علیحدہ ہو کے تن تنہا بیٹھ رہ)۔

اپنے اخلاق کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کر جو حسب ذیل ہیں۔ عادات میں نرمی ، مذاق نیک ، نہایت بُردبار ، بڑا معاف کرنے والا سچا جوان مرد ، نرم دل ، ہنس مکھ ، برداشت کرنے والا ، منکسر المزاج ، خاطر

داشت کرنے والا صحبت کا لحاظ رکھنے والا ، مسلسل غم میں اور ہمیشہ سوچ میں رہنے والا ، ساکت و صامت ، مصیبتوں پر صبر کرنے والا ۔ اللہ پر بھروسا رکھنے اور اس سے مدد چاہنے والا ، فقیروں اور ضعیفوں کا دوست اور حرام باتوں پر برہم ہوجانے والا ۔ جو کچھ مل جائے کھا لے اور جو چیز کھو گئی ہو اس کے لیے غمگین نہ ہو ۔ تکیہ لگا کے کھانا نہ کھا ۔ کپڑے سخت اور موٹے پہن تا کہ دولت مند لوگ تیری پیروی کریں اور نئے کپڑے پہن کے محتاجوں کا دل نہ دکھا ۔ عقیق کی انگوٹھی انگلی میں پہن اور سخت بچھونے پر یا چٹائی پر یا کھلی زمین پر سو اور طور طریق ، بات چیت اور حالات و افعال میں سنت حضرت رسالت پر استقلال سے قائم رہ ۔ اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہہ اور بغیر ذکر الٰہی کے نہ بیٹھ اور نہ اٹھ ۔ تیری محفل حلم ، علم ، حیاء ، اور امانت کی صحبت ہو اور تیرے پاس اٹھنے بیٹھنے والے چاہیے کہ فقیر اور محتاج لوگ ہوں ۔ اپنا چال چلن نہ بگاڑ اور زانی نہ بن نہ کسی کی مذمت کر اور نہ ثواب کی بات کے سوا کوئی بات زبان سے نکال ۔ اپنے ہر ہم صحبت کو اس کا حق دے ۔ اپنے پاس لوگوں کا ہجوم نہ کر اور لوگوں سے پرہیز اور علحدگی اختیار کر اور کسی سے بھی اپنا ہنستا ہوا چہرہ نہ چھپا اور کسی کے ساتھ وہ بات نہ کر جس سے اسے نفرت ہو ۔ اپنی زبان اور اپنے کان کو بری بات کے کہنے اور سننے سے بچا ۔ خدمت گار سے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر اور جو تجھ سے سوال کرے اس کو نہ پھیر ۔ اگر کچھ پاس نہ ہو تو میٹھی باتوں سے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لے ۔ اگر دو مختلف کاموں کے کرنے میں تجھے تردد ہو تو جو سب سے آسان نظر آئے اور اس میں گناہ نہ ہو ، اسے اختیار کر ۔ دعوت کو قبول کر اور دوستوں اور بھائیوں کی تلاش میں رہ ۔ جو تجھے ستائے اسے معاف کر دے ، برائی کا مقابلہ برائی سے نہ کر ۔ راتوں کو اللہ جل شانہ کی درگاہ میں زاری کر اور خدائے وحدہ لا شریک سے خوش رہ ۔ و کفٰی باللہ ولیا ۔

ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے : ''جس کسی نے اپنے نفس کو فقیر دیکھا وہ استقامت کے درجے کو پہونچ گیا'' ۔ نیز یہ فرمایا ہے کہ ''پاک بازی کے چار رکن ہیں ۔ عادات و اطوار کا اچھا ہونا ، تواضع یعنی انکسار جوان مردی اور اپنے نفس کی مخالفت'' ۔ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''انکسار سے محبت پیدا ہوتی ہے اور تھوڑے پر قناعت کرنے سے آرام ملتا ہے'' اور فرمایا ہے کہ ''اچھا آدمی وہ ہے جو ہوشیار ، دانا اور لوگوں کے معاملے میں جان بوجھ کے غفلت کرنے والا ہو'' اور فرماتے ہیں ''علم وہ ہے جو فائدہ پہونچائے ۔ فقیری میں اپنے نفس کو ایک بہادر شخص تصور کر ، تاکہ تجھ میں استقلال پیدا ہو اور پاک بازی کے اصول کو مضبوطی سے اختیار کر ۔ تا کہ تیرا شمار پاک بازوں

میں ہو ۔ انکسار اور قناعت کر، تاکہ تو لوگوں میں ہردل عزیز ہو اور مکروہات زمانے میں تجھے آرام ملے اور سب چیزوں کو بھلا دے ۔ تا کہ تو اچھا ہوجائے اور علموں میں سے اس علم کو اختیار کہ جو بارگاہ الٰہی میں نفع پہونچائے ۔ اس لیے کہ تیری یہ دنیا صرف خیالی ہے اور یہ جو کچھ ہے مٹ جانے والا ہے اور تمام حالات میں رد و بدل کرنے والا اللہ جل شانہ ہے ۔ اے وہ شخص جس کی سانسیں گنی ہوئی ہیں ضرور ہے کہ ایک دن یہ گنتی پوری ہو جائے گی ۔ ضرور ہے کہ کوئی دن ایسا آئے جس کے بعد رات نہ ہو اور کوئی رات ایسی آئے جس کی صبح نہ ہو ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو اپنے گنبد کے نیچے پوشیدگی کا لباس پہنایا ہے اور اپنے سوا تمام چیزیں اُن کی نظر سے چھپا دی ہیں ۔ اس کا بھی مطلب یہ ہے کہ مخلوقات کی نسبت اپنا گمان اچھا رکھا جائے ۔ یہ ہرگز نہ کر کہ کسی کے خلاف شرعی دلیلیں قائم کرتے وقت تو اُس کی جانب بدگمانی کرے ۔ خدا کی شریعت کا پابند رہ اور نفسانیت اور خود غرضی کو چھوڑ دے بلکہ ہر کام کو خلوص نیت کے ساتھ کر ، کیوں کہ نفسانیت ایک دل کا مرض ہے اور جس چیز کو شریعت نے بُرا کہا ہے ، اسے تو بھی بُرا کہہ اور جسے شریعت نے اچھا بتایا ہے اسے تو اچھا بتا اور اپنے قول و فعل سے سوا رضامندی الٰہی کے اور کسی چیز کو ظاہر نہ کر ۔ جب تک شرع کی دلیل سے ثابت نہ ہو جائے ۔ خدا کے بندوں پر بدگمانی نہ کر ، بلکہ ہر شخص کی نسبت اچھا ہی گمان رکھ ۔ چونکہ جناب باری عز اسمہ اپنے بندوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا ۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے : ''و لکلّ وجھۃ ہو مو ّلیھا'' (ہر طریقہ کا وہی والی ہے) لہٰذا تجھے چاہیے کہ سردار انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہ کی روشن شریعت کے دلائل کی طرف توجہ کرے ۔ ''و کفیٰ بربک ہادیاً و نصیراً '' (تجھے ہدایت کرنے اور تیری مدد کرنے کے لیے اللہ کافی ہے) عقل ہر چیز کو سمجھ کے ذریعے سے قبول کرتی ہے اور جو ذات کہ سمجھ سے باہر ہے اُس کے سوا اور کسی چیز کے ماننے سے انکار کرتی ہے ۔ لہٰذا اپنی ہمت کو تو دل سے وابستہ رکھ اور اپنی دانائی کو عقل سے۔ تاکہ تجھے کامیابی حاصل ہو ، ہاتھ میں ایک رگ ہے جو دل سے ملی ہوئی ہے ۔ دنیا کی کوئی چیز انسان ہاتھ سے لیتا ہے تو اس کی دل پر جا پہونچتی ہے اور یہ ایک بہت بڑی اور خطرناک آفت ہے ، جس سے لوگ واقف نہیں ہیں ۔ فخر کائنات حضرت رسول مکرم علیہ التحیات نے فرمایا ہے : ''حُبّ الدنیا راس کل خطیئۃ'' (دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے) لہٰذا تو دنیا سے بچ اور اُس کی لذتوں سے دور رہ ۔ خبردار رات کو جانوروں کی طرح نہ سو ۔ رات میں چونکہ اللہ جل

شانہ کی تجلیاں ہوتی ہیں اور اُس کے نور کی نسیم چلتی ہوتی ہے اس لیے شب زندہ داری کرنے والے اُسے غنیمت خیال کرتے ہیں اور سونے والے اس کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں اور اس مغرور عیش سے جو خواب شریں کے مزے لوٹتا اور خدا کی جانب سے بے پروا ہو جاتا ہے کہہ دے ، کہ :

اے رات کو سونے والے اور لذت خواب کے مبتلا ۔ یہ نیند بیداری کے ہاتھ میں رہن ہے ، چاہے تو اُسے بھول جائے مگر وہ تجھے نہیں بھولتا ، جو زمانے کا پلٹنے اور طرح طرح کے انقلابات کرنے والا ہے ، مشاہدے سے عبارت وہ قربت باری تعالیٰ ہے جس کے ساتھ علم الیقین اور حق الیقین ہو اور جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے دوری اور غفلت سے بچایا ہے ، اُس نے علم الیقین کے ساتھ خدا کی قربت حاصل کی اور حق الیقین کے یہ معنی ہیں کہ ''اُعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک'' (خدا کی اس طرح پرستش کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُسے نہ دیکھتا ہو تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے) ۔ تو بس شہود کے مرتبہ کا حاصل ہونا اسی سے عبارت ہے اور شہود اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے ، ورنہ لغوی معنوں پر اس دنیا میں مخلوق خدا کے لیے خدا کا دیکھنا ٹھیک ثابت ہوتا اور مشاہدۂ جمال باری کے بارے میں لغوی اور معنوی دونوں حیثیتوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تیرے لیے کافی ہے ۔ جمال باری عز اسمہ کا جلوہ دیکھنا صرف صاحب قوسین (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مخصوص ہے مگر اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ جلوہ آپ نے انہیں آنکھوں سے دیکھایا دل کی آنکھوں سے اور اس امر میں حضرت رسول آخرالزمان علیہ السلام کو خصوصیت حاصل ہونا اہل دل لوگوں کے نزدیک یقینی اور آشکارا ہے تو خداوند عز و جل کی قربت حاصل کرنے کے لیے تو اپنے نفس کو ویسا ہی ادب سکھا اور ویسا ہی مہذب بنا جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو ۔ اس لیے کہ اس طرح تیرا شمار بھی مقربان بارگاہ صمدیت میں ہوگا ۔ چنانچہ مشہور ہے کہ : ''لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل'' (میرا بندہ ہمیشہ نفل عبادتوں کے ذریعہ سے مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے) اور حدیث شریف میں وارد ہے : ''ہدی اللہ ہو الھدی'' اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے ۔ ''و کفیٰ باللہ ولیا'' (اور دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے) ۔

اگر اس فن کا کوئی اُستاد ملے تو اُس کا شاگرد ہو جا اور اگر وہ چومنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھائے تو تو اُس کا پاؤں چوم اور اُس کے پیچھے پیچھے رہ ۔ اس لیے کہ پہلی چوٹ سر ہی پر آتی ہے ۔ اگر کوئی ظالم تجھ پر ظلم کرے اور تو انتقام لینے کی کوئی تدبیر نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں تو چار و ناچار

درگاہ خداوندی میں التجا کر سکتا ہے ۔ بس اپنے دل کو تو ما سوا اللہ سے پھیر اور اپنی امیدوں کو اُس رب العزت کی درگاہ میں پیش کر اور اپنا کام اُسی کے سپرد کر دے تا کہ وہ تیری مدد کرے اور تیرے لیے ایسی کارسازی کرے جو تیرے خیال میں بھی نہ گزری ہو ۔ سر تسلیم جھکانا اور صدق دل سے التجا کرنا اسی سے عبارت ہے ۔ رضاے باری کی طرف اپنی ہمت کو خدا کی مرضی و مشیئت کے مطابق متوجہ کر جیسا کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کیا ، جبکہ ہارون رشید (خدا اُس کے گناہوں کو معاف کرے) آپ کو باندھ کے مدینہ منورہ سے بغداد لے گیا اور قید خانے میں ڈال دیا ۔ جہاں تک کہ آپ نے اُسی قید میں زہر کے ذریعے سے جام شہادت پیا ۔ قید خانے سے آپ کا جنازہ نکلا اور مرتے دم تک آپ نے رضاے الٰہی سے منہ نہیں پھیرا تھا ۔ لہٰذا یہ وہ مرتبہ تھا جسے فوزعظیم کہتے ہیں ، جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں گزرا ہے ۔ ''انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب'' (صبر کرنے والوں کو اللہ اُن کا اجر بے حساب عطا فرمائے گا) اور ائمہ اہل بیت کرام علیہ السلام باوجود بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ رکھنے کے خالص مرضی الٰہی پر راضی و صابر رہے ۔

کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان جو بنی امیہ میں سے تھا حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کو ہاتھ پاؤں اور گلے میں طوق و سلاسل ڈال کے مدینہ منورہ سے شام میں لایا تھا ۔ اس حالت میں زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے رخصت کرنے کو آ کے روئے اور کہا ''اے فرزند رسول اللہ ! اور اے جگر گوشۂ جناب زہرا ! آرزو تھی کہ آپ کے عوض میرے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ہوتیں''۔ جناب امام زین العابدین نے فرمایا : ''کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس حالت میں مجھے تکلیف ہے ؟ اگر میں چاہتا تو ان امور میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہ آتی مگر میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ خدا کے عذاب کو نہ بھولوں ۔'' یہ فرماتے ہی آپ نے اپنے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں میں سے چھڑا کے دکھا دیا اور پھر خود ہی وہ زنجیریں پہن لیں یہ دیکھ کے زہری رحمت اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ جناب زین العابدین رضی اللہ عنہ رضائے الٰہی اور تسلیم محض کے مرتبے کو پہنچ گئے ہیں اور آپ کو '' فوزعظیم'' کی منزلت حاصل ہے جس کو معلوم کرکے زہری رحمۃاللہ علیہ کے دل کو چین آیا اور آن کا نفس اذیت سے چھوٹ گیا ۔ اگر تو رضا کے مرتبے کو پہونچ سکتا ہو جو سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے تو اپنے نفس کو تول اور اس کے قابل بنا ۔ ورنہ دوسرے مرتبے میں آتر آ جس سے ''خلوص التجا'' عبارت ہے اور جس میں یہ کرنا ہوتا ہے کہ تدبیر ، طاقت ، قدرت اور اپنے تمام

جزئی و کلی معاملات سے کلیۃً قطع امید کرکے خدا پر بھروسہ کر لیا جائے اور خداوند عز و جل تیرے ارادے اور تیری تدبیر سے زیادہ اپنی مدد اور قدرت سے تیرے کام کو سدھار دے گا ۔ و کفٰی با للہ نصیراً (اور مدد گاری کے لیے اللہ بس ہے) ۔

اگر تو خداوند جل علا کی طرف دوڑتا اور اُس کی درگاہ میں التجا کرتا ہے تو اس بارے میں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ قرار دے اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ تر درود و سلام کو ورد زبان کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرکے بارگاہ ایزدی کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُسی حضرت رب العزت پر بھروسہ کرکے ہر چیز کو اُس سے مانگ اور اگر تیرے سامنے دروازے بند ہوں تو کھولنے والے کا امیدوار رہ ۔ اگر بندے کسی راہ کو بند کر دیں تو صرف خدائے عز و جل اپنی ربوبیت اور الوہیت سے اُسے کھول دے گا ۔ اُس کی رحمت سے نااُمید نہ ہو اور اُس کی روح سے مایوس نہ ہو ، اپنے آپ کو اُسی سے ملا دے ''وکفی باللہ ولیا'' (اور دوستی کے لیے اللہ کافی ہے) ۔

تمام حالات پر صرف حضرت رب العزت کی توفیق پر بھروسا کرنا واجب ہے ۔ غم و تکلیف کو حاسد کے لیے چھوڑ دے کہ اُس کی تکلیف ہی اُس کے لیے کافی ہے اور بیوقوف کی طرف داری سے دست بردار ہو کیونکہ اگر تو اس سے باز نہ آیا تو اُس کے رنج میں تو بھی مبتلا ہو جائے گا ۔ عقلمندوں کی صحبت کا رخ کر اور دانائی کی بات کو تو جہاں دیکھے ، اختیار کر لے ۔ اس لیے کہ دانائی کی بات اگر دیوار پر لکھی ہو تو بھی عقل مند آدمی اُسے لے لیتا ہے اور یہ نہیں پوچھتا کہ کس نے اسے کہا اور کس سے مروی ہے یا کس کافر سے سنی گئی ہے ۔ یہ جہان عبرت کے لیے پیدا ہوا ہے اور عقل مند آدمی دنیا کی ہر چیز سے عبرت پکڑتا ہے ۔ عبرت کو جہاں ملے تو اپنی عقل کی قوت سے لے لے اور اس کو نہ دیکھ کہ کہاں سے ملی ہے ۔ خبردار دنیا داروں کے پاس نہ جا ۔ اس لیے کہ اُن کی قربت سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے ۔ اُن کے آگے سر جھکانے سے اللہ جل شانہ غضب آلود ہوتا ہے اور اُن کی تعظیم و تکریم سے گناہ بڑھتے ہیں ۔ فقیروں کا دوست بن اور اُن سے صحبت رکھ اور پوری تعظیم و تکریم کے ساتھ اُن کی خدمت گزاری میں مشغول رہ اور اگر اُن میں سے کوئی تیرے پاس آئے تو فوراً کھڑے ہو کے اُس کی تعظیم کر اور تیری خدمت گزاری کو اگر فقرا پسند کریں تو اُن سے دعائے خیر کی خواہش کر اور کوشش کر کہ اُن کے دلوں میں تو اپنا گھر آباد کر ۔ اس لیے کہ فقروں کے دل رحمت الٰہی کی جگہ ہیں اور بشری خود پرستیوں سے اپنے دل کو پاک کر اور جو کوئی تجھ پر کوئی حق رکھتا ہو تو

اُس کے ساتھ ایسا اچھا اخلاق برتاؤ کر کہ وہ تیرا حق دیوے اور تو بھی اُس کا حق ادا کرے اور اگر ہو سکے تو اپنے حق کو قربان کر دے اور اُس کے معاوضے خدا سے مانگ اور لوگوں میں ادب کے ساتھ رہ ۔ اس لیے کہ آدمیوں کے ساتھ باآدب رہنا ویسا ہی ہے جیسے کہ خدا کے ساتھ باآدب رہنا ۔ خودبینی ، نسب پر ناز کرنے اور اپنے لائق و فائق ہونے کے خیال سے کلیۃً توبہ کر اس لیے کہ اگر کوئی عمل میں رہ جائے تو نسب اُسے نہیں بچاتا ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صلہ رحم کو بجا لا اور آپ کے اہل بیت کی تعظیم کر ۔ اس لیے کہ آپ کے احسان کا طوق ہمارے گلے میں ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے : ''قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودۃ فی القربٰی'' (کہہ دے اے محمدؐ اس کا تم سے میں کوئی اجر نہیں چاہتا مگر قرابت داروں کے ساتھ دوستی کرنا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کی محبت کو دل میں محفوظ رکھ ۔ اس لیے کہ وہ ہدایت کے چراغ اور رہنمائی کے تارے ہیں ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے : '' اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اہتدیتم'' (میرے صحابہ مثل تاروں کے ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے) خدا سے ڈر ۔ کیونکہ اصل حکمت اللہ کا خوف ہے ۔ چاہیے کہ تو خدائے تعالٰی سے ڈرتا رہے ۔ کیونکہ وہ ہر نیکی کا مجمع ہے ، یہ ہے نصیحت میری تجھے :

اے بھائی ۔ جان لے کہ تعلیم نے تجھے مدہوش کر دیا ہے ۔ میں نے زمانے اور اہل زمانہ کو آزمایا ۔ اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا ۔ شرع شریف کی خدمت کی اہل صفا کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا ، میری نصیحت کو قبول کر ۔ کیونکہ یہ اُس خلوص محبت سے نکلی ہے جو مجھے تیرے ساتھ ہے بہت سے سننے والے کہنے والے سے زیادہ دانا بھی ہوتے ہیں ۔

اے عبدالسمیع میری نصیحت پر عمل کر اور مجھے کوئی بہت بڑا شخص نہ خیال کر ۔ اگر کوئی تجھ سے کہے کہ خدا کی خدائی میں مجھ سے یعنی بچارے اُحیمد سے بھی زیادہ کوئی عاجز و ناتوان موجود ہے تو اُس کا اعتبار نہ کر ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ '' اللہ مجھ پر اور تجھ پر راستہ آسان کرے اور ہمیں اور تجھے اور مسلمانوں کو برگزیدہ نیکوں اور صاحب خلوص اچھوں اور اللہ و رسولؐ کے دوستوں میں شامل کرے اور اُسی اللہ کی دوستی بس ہے ۔ و الحمد للہ رب العالمین ۔